Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور
Year 2024; Vol 03 (Issue 01)
PP. 198-214 https://journals.gscwu.edu.pk/

ڈاکٹر صدف نقوی
پوسٹ ڈاکٹریٹ سکالر، اردو اسلامک انٹر نیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد / اسسٹنٹ پروفیسر اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر سید کامران کاظمی
چیئرمین / اسسٹنٹ پروفیسر اردو، اسلامک انٹر نیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

Dr. Sadaf Naqvi
Post Doctorate Scholar, Urdu, Islamic International University, Islamabad / Assistant professor Urdu, Government College WomenUniversity Faisalabad
Dr. Syed Kamran Abbas Kazmi
Chairman / Assistant Professor Urdu, Islamic International University, Islamabad

ایشیائی زبانوں میں تصوف کی شعری روایت

(بابا فرید اور یونس ایمرے کے خصوصی حوالے سے)

THE POETIC TRADITION OF SUFISM IN ASIA
(With special reference to Baba Farid and Yunus Emre)

ABSTRACT:

The poetic tradition of Sufism in Asia usually begins with Hazrat Ali bin Uthman Hajwayri. Kafsh al-Mahjoob is the first book on the subject of Sufism, through which the Sufi thoughts and teachings have not only been declared subject to the rules of the Sharia, but Sufism has been presented as the guardian of the Sharia. Turkish poet Yunus Emre and Baba Fareed bearer of knowledge of human love in the Indian sub-continent wanted to see human being on the path of GOD.Their aim was to remove all the impurities of mankind. Patience and contentment, obedience to God, self-control and philanthropy, faith in life and death, and self-knowledge are their teachings. With this, they fulfilled the duty of conquering the heart and conquering the universe.

Keywords: Islamic Sufism, Asia, Hazrat Ali bin Uthman Hajwayri, Kafsh al-Mahjoob, Sharia, Turkish Poet, Yunus Emre, Baba Fareed, Obedience To God, Philanthropy.

ایشیاء میں اسلامی تصوف کی روایت کا باقاعدہ نقطہ آغاز حضرت علی بن عثمان ہجویری کی کتاب "کشف المحجوب" سے ہوتا ہے۔ڈاکٹر خالد داد ملک اور ڈاکٹر طاہر رضا بخاری "حرفِ آغاز" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

> "حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے اسی شہر لاہور میں تصوف کی معرکۃ الآراء کتاب "کشف المحجوب" تصنیف فرمائی۔ جس کے ذریعے صوفیانہ افکار و تعلیمات کو مکمل طور پر احکام شریعت کے نہ صرف تابع قرار دیا بلکہ تصوف کو شریعت کا امین اور نگہبان بنا کر پیش کیا اور یوں برصغیر میں ایک ایسے اسلامی مکتب تصوف کی بنیاد رکھی۔ جس کی بلندیوں پر ہمیشہ شریعت وطریقت کا پرچم لہراتا رہے گا۔ ایک ہزار سال قبل ہند کی سرزمین میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے حرفِ حق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی ﷺ کی رسالت اور اسلام کی حقانیت کا جو بیج بویا وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ایک ایسا درخت بن گیا جس کی جڑیں اس سرزمین میں نہایت مضبوط ہو گئیں۔"(۱)

ایشیائی زبانوں کی شاعری میں سب سے پہلے صوفیانہ خیالات ابوسعید ابوالخیر (۹۶۷۔۱۰۴۹ء) نے فارسی میں ادا کیے جو بوعلی سینا کے ہم عصر تھے۔ ان کے بعد حکیم سنائی (پانچویں صدی ہجری) کے ہاں فارسی زبان میں تصوف کے خیالات ملتے ہیں۔ انھوں نے صوفیانہ مسائل کے ساتھ ساتھ علم الکلام کے مسائل و دلائل بھی اپنے قصائد میں پیش کیے۔ ان کے بعد شیخ اوحدی اصفہانی کے ہاں یہی رنگ تصوف نظر آتا ہے۔

خواجہ فرید الدین عطار کی بدولت فارسی شاعری میں قصیدہ، رباعی، مثنوی، غزل تمام اصناف سخن تصوف سے مالامال ہو گئیں۔

تصوف کے موضوعات و محرکات نے پہلے فارسی شعرا کو متاثر کیا جس سے فارسی زبان میں بڑے بڑے صوفی شاعر پیدا ہوئے۔ مولانا جلال الدین رومی نے بھی فارسی زبان کو ذریعہ اظہار بنایا۔ نظامی گنجوی (۱۱۳۰۔۱۲۰۹ء) جن کا تعلق گنجۂ آذربائیجان سے تھا۔ وہ فردوسی، سنائی اور خاقانی سے متاثر تھے۔ اُن کے اشعار کا مجموعہ "خمسہ نظامی" میں بھی تصوف کے عناصر ملتے ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں صوفیاء کی آمد ابوعلی سندھی آٹھویں صدی عیسوی میں سندھ سے ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی کی ہندوستان آمد کے ساتھ شیخ علی بن عثمان ہجویری نے پنجاب میں آکر مذہب اسلام پھیلایا۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (۱۱۳۵۔۱۲۲۹ء) نے اپنی شاعری اور عمل سے دین اسلام کی اشاعت کے لیے بڑا کام کیا۔ (۱۱۱۱۔۱۲۳۵ء) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی آکر مقیم ہوئے۔ شیخ بابا فرید الدین مسعود (۱۱۷۳۔ ۱۲۶۵ء) پاک پتن اپنے پیر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مذہبی اور روحانی تعلیم سے آراستہ ہو کر دہلی چھوڑ کر ہانسی پنجاب چلے آئے۔ بابا فرید الدین گنج شکر کی

ولایت نے ایسا کراماتی رنگ اختیار کیا کہ اُن کی روحانی شہرت پنجاب، لاہور، ملتان، دہلی تک پھیل گئی۔ بابا فرید گنج شکر کے کام کو شیخ نظام الدین اولیاء نے آگے بڑھایا اور تصوف کی روایت کا یہ سلسلہ امیر خسرو تک جا پہنچا۔

ترکی زبان میں صوفیانہ ادب کی روایت کا آغاز احمد یسیوی سے بارھویں صدی عیسوی میں شروع ہوا اور تقریباً سو سال تک ارتقائی منازل طے کرتا ہوا یونس ایمرے (۱۲۳۸۔۱۳۲۰ء) کی شاعری میں نظر آتا ہے۔

جنوبی ایشیاء میں "علم تصوف" کی روایت کا آغاز بو علی سندھی سے ہوا جنہوں نے بغداد کے ممتاز صوفیوں کو وحدت الوجود اور فلسفے کے اسرار سے متعارف کروایا۔ بعد میں ان روایات کو ابن عربی نے اسلامی اصطلاحات میں بیان کیا۔ یہ فلسفہ تیرھویں صدی کے اوائل میں شیخ فخر الدین عراقی کے ذریعے ہندوستان پہنچا وہ ایک عرصے تک ملتان میں شیخ بہاء الدین کے پاس رہے۔ شیخ علی بن عثمان ہجویری کی کتاب "کشف المحجوب" نے تصوف کی فکری اساس کو جنوبی ایشیا میں فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

علاوہ ازیں خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور بابا فرید الدین گنج شکر نے تصوف کی اس روایت کو آگے بڑھایا۔ یہ عہد صوفیانہ حوالے سے نہایت اہم ہے۔ فیروز الدین احمد فریدی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "تاریخ گواہ ہے کہ آسمان تصوف پر اتنے چمکتے دمکتے ستارے نہ کبھی پہلے ایک ساتھ، اس آب و تاب سے نظر آئے اور نہ بعد میں۔۔۔ جیسے زمینیں زرخیز ہوتی ہیں ویسے ہی بعض زمانے بھی مردم خیز ہوتے ہیں۔"(۲)

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے ہم عصر صوفیا کرام میں محی الدین ابن عربی، جلال الدین رومی، شیخ سعدی، شہاب الدین سہروردی، لال شہباز قلندر، بہاء الدین زکریا، جلال الدین بخاری، معین الدین چشتی، قطب الدین بختیار کاکی، نظام الدین اولیاء، علا الدین صابر، فرید الدین عطار، ابوالحسن الشاذلی اور یونس ایمرے وغیرہ شامل ہیں۔

بابا فرید الدین مسعود شکر گنج میں ۱۱۸۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۰ء میں وفات پائی۔ شریف کنجاہی لکھتے ہیں:

> "بعض حوالوں سے ان کی تاریخ وفات ۵ محرم متعین کی گئی ہے جو ۷ مئی ۱۲۸۰ء بنتی ہے۔ اسی سے آپ کا سال ولادت ۱۱۸۸ء قرار دیا گیا ہے۔"(۳)

حضرت فرید الدین گنج شکر کے والد ماجد شیخ جمال الدین سلیمان زبردست عالم دین اور والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون ایک پرہیز گار خاتون تھیں۔ والدِ گرامی کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تربیت فرمائی۔ آپ حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملتان چلے گئے اور قرآن و حدیث، فقہ و کلام اور دیگر مروجہ علوم پر عبور حاصل کیا۔ دورانِ تعلیم حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے بیعت ہوئے اور تحصیلِ علم کے بعد خلافت سے نوازے گئے۔

آپ نے سرزمین پنجاب میں روحانیت کا مرکز قائم کیا۔ آپ نے ہانسی اور اجودھن یعنی پاک پتن میں اپنا ڈیرا لگایا۔ گوربچن سنگھ طالب لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ فرید کا پیام الٰہی، تنگ دلی اور فرقہ واری کو مٹاتا ہے۔ اس کی بنیاد تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود پر رکھی۔ شیخ صاحب کی انہی صفات و خصوصیات کی بنا پر گورونانک اور اُن کے جانشین گوروصاحبان نے شیخ صاحب کے کلام کو خاص اہمیت دی اور خود ہندوستان کے مختلف فرقوں میں موافقت و یگانگت پیدا کرنے کی تحریک جاری کی۔ شیخ صاحب کے کلام کو گوروگرنتھ صاحب میں برگزیدہ مقام حاصل ہونے کی وجہ سے یہ کلام آج تک محفوظ رہا ہے اور ہزاروں متقدمین دین و ایمان کو روحانی فیضان و وجدان عطا فرماتا رہا ہے۔"(۴)

بابا فرید گنج شکر کی وجہ سے پنجاب میں تصوف کو فروغ ہوا۔ آپ نے فارسی، پنجابی اور گورمکھی میں شاعری کی ہے۔ قاضی جاوید بابا فرید کی تعلیمات کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"بابا فرید کی تعلیمات بنیادی طور پر وہی ہیں جو ان سے دو صدیاں قبل سیّد علی ہجویری پنجاب میں متعارف کروا چکے تھے۔ اس اعتبار سے بابا فرید کی تعلیمات کو پنجاب کی صوفیانہ روایت کا تسلسل خیال کرنا چاہیے۔"(۵)

بابا فرید عقل کو خدائی محبت اور معرفت کا وسیلہ سمجھتے تھے اور علم کو روحانی آدرشوں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ صوفی وہ ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو تصوف صاف دلی کے ساتھ مولا کی دوستی کا نام ہے۔ بابا فرید خیر کو روحانی پاکیزگی کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔

جس زمانے میں بابا فرید اور دیگر صوفیا کرام محبت، اعتدال پسندی اور انسان دوستی کے صوفیانہ مسلک سے آگاہ کر رہے تھے اسی زمانے میں وسطی ایشیاء اناطولیہ، ترکیہ میں یونس ایمرے تصوف کے طفیل رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن ہوئے اور نہ صرف ایک کامل انسان ہے بلکہ عاشقِ حق کے رتبے پر فائز ہو کر ایک بڑے شاعر کے طور پر شہرت حاصل کی۔ یونس ایمرے کی زندگی اور شخصیت کے متعلق معلومات انتہائی محدود ہیں۔ اُن کی پیدائش ۱۲۴۰ء میں ہوئی اور آپ کی وفات ۱۳۲۰ء میں ہوئی۔ اُن کے اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مولانا روم سے بھی ملے تھے۔

یونس کے جائے پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ سیوگی گوک ویمیر اور ایواز گوک ویمیر لکھتے ہیں:

"یونس ایمرے کا آبائی وطن قرامان تھا۔"(۶)

ان کے مدفن کے بارے میں بھی کئی روایتیں موجود ہیں۔ ان سارے مبینہ مراکز میں سے حقیقی مرقد تو صرف ایک ہی ہے۔ باقی سب علامتی قبریں ہیں جن کو ترک زبان میں "مقام" کہا جاتا ہے۔ ترک قوم کو یونس ایمرے سے بے پناہ محبت تھی جس کے اظہار کے لیے انہوں نے اُن جگہوں پر مزارات بناڈالے۔ تاریخی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ اُن کا اصلی مزار ایسکی شیئرEakisehir میں واقعی گاؤں "سارے کوئے"(Sarikoy) میں ہے۔

یونس ایمرے کی ابدی استراحت ترک قوم کا دل ہے اور یونس ایمرے کا اصلی مدفن اُن کے چاہنے والوں کے قلوب ہیں۔
یونس ایمرے نے اپنے دور کے معیار کے مطابق باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔اُن کو عربی اور فارسی پر عبور تھا۔

یونس ایمرے ایک مکمل درویش تھے۔وہ ایک غریب دیہاتی تھے لیکن تصوف کی بدولت رشد و ہدایت کی راہ پر فائز ہوئے اور ایسے شاعر کے طور پر شہرت حاصل کی جس کا دل عشق الٰہی میں سرشار تھا۔یونس ایمرے اور بابا فرید کے معاصرین میں بڑے بڑے صوفیا کرام تھے جن کی تعلیمات تصوف کی وجہ سے ایشیاء میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

تصوف چونکہ سراپا آداب کا مجموعہ ہے اور اس کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے۔پروفیسر صفی حیدر اپنی کتاب ''تصوف اور اُردو شاعری'' میں تصوف کے ماخذ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تصوف کا ماخذ خالص اسلامی تعلیم ہے۔''(۷)

شیخ علی بن عثمان ہجویری نے ''کشف المحجوب'' جو فارسی میں تصوف کے موضوع پر پہلی کتاب ہے اس میں بڑی تفصیل سے تصوف کے عناصر پر بات کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ آٹھ پیغمبروں کی اقتداء سے صوفی بنتا ہے۔ سخاوت حضرت ابراہیمؑ، رضا حضرت اسماعیلؑ، صبر ایوبؑ، اشارہ زکریاؑ، قناعت و غربت یحییٰؑ، توکل حضرت عیسیٰؑ، صوف موسیٰؑ اور فقر حضرت محمد ﷺ اور یہ اُصول معاملہ تصوف میں بہترین ہیں۔

صوفیاء کرام کے ملفوظات اور اُن کی شاعری میں ہمیں تصوف کے یہی عناصر ملتے ہیں۔بابا فرید اور یونس ایمرے کی شاعری میں بھی ہمیں توحید باری تعالیٰ و اطاعت رسول ﷺ، بیعت تزکیہ نفس، توکل و قناعت، صبر، تسلیم و رضا، انسان دوستی، حیات و ممات، حسن اخلاق اور جود و ایثار شامل ہیں۔

ا۔ توحید و معرفت باری تعالیٰ و اطاعت رسول ﷺ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔اس کی بنیاد ٹھوس عقائد اور ہمہ گیر طرزِ فکر و عمل پر ہے۔خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔وجود صرف وحدت کا ہے۔ نظریہ وحدت الوجود ہو یا وحدت الشہود۔ توحید وجودی ایک کو موجود جاننا اور اس کے غیر کو معدوم سمجھنا ہے اور توحید شہودی ایک دیکھنا ہے۔ اس لیے توحید وجودی علم الیقین اور شہودی عین الیقین کا درجہ رکھتی ہے۔ وحدت الوجود کا نظریہ محی الدین ابن عربی اور وحدت الشہود کا نظریہ امام مجدد الف ثانی سرہندی نے پیش کیا۔

قرآن پاک میں توحید باری تعالیٰ کی گواہی ملتی ہے۔ سورۃ الاخلاص توحید باری تعالیٰ کی واضح گواہی ہے۔ بابا فرید کا فرمان ہے:

''اے درویش! فقیروں کا وجود اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب کا سب نور الٰہی کے تانے بانے سے بنایا گیا ہے۔ تو وہ کیسے جل سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ درویشوں کا خمیر خاک عشق اور انوار تجلی سے اُٹھایا گیا ہے۔''(۸)

سورۃ اخلاص کے بارے میں بابا فرید کا فرمان ہے:

”سورۃ اخلاص تمام وحدانیت خدا پر مشتمل ہے۔ قل ھو اللہ احد خداوند کریم کی صفت عالیہ ہے جو شخص یقین کامل کے ساتھ سورۃ مبارک کی تلاوت کرے گا۔ صفات خداوندی سے متصف ہو جائے گا۔ اگرچہ وہ ذات پاک کسی صفت سے متصف نہیں۔“(۹)

بابا فرید تصوف میں وحدت الوجود کے نظریہ پر یقین رکھتے تھے۔ بابا فرید کا ایک شعر ہے:

فرید! جنگل جنگل کیا بھویں؟ ون کنڈا موریں
وسّی رب ہیالئے، جنگل کیا ڈھوڈھیں(10)

بابا فرید کہتے ہیں کہ تم خدا کی تلاش میں جنگل جنگل کیا گھوم رہے ہو اور وَن کے کانٹوں پر چل کر کیوں اپنے پاؤں زخمی کر رہے ہو؟ تم جس خدا کو جنگلوں میں ڈھونڈ رہے ہو وہ تو تمہارے دل میں بستا ہے۔

قرآن پاک میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے:

”نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ“(۱۱)

(ہم تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔)

”وَ ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ“(۱۲)

(اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔)

قرآن پاک میں ہے:

” اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی“(۱۳)

(بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔)

بابا فرید کی طرح یونس ایمرے بھی ترکیہ کے عظیم صوفی اور عوامی شاعر ہیں۔ یونس ایمرے کے حوالے سے سیوگی گوک ویمیر اور ایواز گوک ویمیر رقم طراز ہیں:

”یونس ایمرے ایک ایسے مردِ کامل اور عظیم شاعر تھے جنہوں نے اسلام اور اسلامی تصوف کی اس بنیادی حقیقت کو پوری طرح سمجھا، بلکہ پورے اخلاص سے اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ وہ گویا ”بلبل حق“ تھے۔“(۱۴)

یونس ایمرے کی شاعری میں بھی ہمیں یہی پیغام نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے دلوں میں بستا ہے۔ یونس ایمرے کے یہ اشعار دیکھیے:

hakka giden yolt gönli ikinde
göremez ol ani yaddur ilinde
onat gör hak yoh gönlünde sirdus

bu cümle hâstar gönülde birdür

Translation:

"The path leading to Allah is through one's own heart: Should one not see it, he is like a stranger in his own town. See it, truly, the path to Allah is hidden within your heart. All the great ones are one and some in heart."(15)

یونس ایمرے کے نزدیک اللہ تعالیٰ تک جانے کا راستہ اپنے دل سے ہی ہو کر گزرتا ہے اور جو شخص اس کو اپنے دل میں نہیں پاتا گویا وہ اجنبی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک جانے کا راستہ دل سے ہی گزرتا ہے۔ یونس ایمرے اسی حقیقت کو ایک اور جگہ بیان کرتے ہیں:

hak cihâna tohdur kimsene haki bilmez
am senden ċste o senden ayry olmaz(16)

ڈاکٹر نثار احمد اسرار نے اس کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

ذرے ذرے میں حق ہے سمایا ہوا ، پھر بھی اس کی حقیقت نظر میں نہیں
اس کو دل کے ہی گوشوں میں ڈھونڈیں ذرا، وہ نہیں ہے جدا وہ ہے دل کا مکیں(۱۷)

یونس امریہ "وحدت الوجود" کا قائل ہے۔ اُس کا ایماں ہے کہ خدا کا وجود کائنات میں جاری و ساری ہے۔ طلعت سعید حلمان لکھتے ہیں:

"یونس امریہ "ہمہ اوست" کا قائل ہے اُسے یقین ہے کہ خدا کا وجود کائنات میں جاری و ساری ہے۔ وہ کائنات سے علیحدہ مافوق نہیں بلکہ اُس کے اندر شامل اور اُس سے عبارت ہے۔"(۱۸)

توحید باری تعالیٰ کے ساتھ یونس امریہ اسلام کو دین فطرت اور وحدتِ ادیان کا بھی قائل ہے:

کبھی کوہ و دمن کا ہم نوا ہو کر
خدایا! میں تجھے آواز دیتا ہوں
کبھی مرغِ سحر کا ہمنوا ہو کر
خدایا! میں تجھے آواز دیتا ہوں
کبھی میں ساتھ عیسیٰؑ کے فلک پر ہوں
کبھی میں ساتھ ہوں موسیٰ کے سینا پر

عصا اونچا اُٹھا کر پھر سر سینا
خدایا! میں تجھے آواز دیتا ہوں(19)

بابا فرید کا کلام بھی اس بات کا آئینہ دار ہے کہ ذاتِ حق کا جلوہ ہر جگہ ہے۔ بابا فرید کا شعر دیکھیے:

سبھناں من مانک ، ٹھا ہن مول مچانگو!
جے توں پر یادی سِک ، ہیاؤ نہ ٹھاہیں کہیں دا(20)

(سبھی من سچے موتی ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی کو بھی توڑنا اچھا نہیں ہے۔ تجھے پیار کی طلب ہے تو کسی کا دل نہ توڑ۔)

بابا فرید راہِ حق میں سرشار رہنے والوں سے بھی محبت رکھتے ہیں:

پروردگار ، افار ، اگم، بے انت تموں
جیہناں پچھاتا ، سچ ، چمان پیر موں(۲۱)

بابا فرید کہتے ہیں کہ پروردگار افار ہے، اگم ہے، بے انت ہے، میں اُن کے پاؤں چومتا ہوں جو حق کو پہچانتے ہیں۔

یونس ایمرے اور بابا فرید کی شاعری اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ ذاتِ حق کا جلوہ کائنات میں ہر جگہ ہے۔ اس کے ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت بھی ایک صوفی کی نشانی ہے۔

یونس ایمرے لکھتے ہیں:

görmez misin mustafiyi nice geldi bekledi vefäyi
ümmet icōn ol safäyi ümmet ana irse geret(22)

ترجمہ:

کیا دیکھتا نہیں ہے احمد مصطفےٰ کو انہوں نے کتنی مصیبت جھیلی امت کے لیے
وہ اُمت اُن کو جان سے بھی پیاری تھی اُسے اُن کی رضا حاصل کرنی چاہیے(۲۳)

یونس ایمرے کی شاعری میں عشق الٰہی کے ساتھ ساتھ حضرت محمد ﷺ سے وابستگی کے احساسات ملتے ہیں۔ بابا فرید کے کلام میں ہمیں مرشد کامل سے جڑنے کے اشارے ملتے ہیں۔ تاہم اُن کی زندگی اور اُن کے ملفوظات اس بات کے عکاس ہیں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی محبت و اطاعت میں سرشار تھے۔

بیعت

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ"(۲۴)

(اے پیغمبر جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔)

سورۃ المائدہ میں ہے:

”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا “[۲۵]

(اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں وسیلہ تلاش کرو اور جہاد کرو اپنے نفس کے ساتھ۔)

سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

”یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ“[۲۶]

(اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور اُن کی جو صاحب امر ہیں۔)

پیر کامل یا اولی امر انسان کو خدا تک پہنچانے کا فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ حضرت عبدالوہاب تقفی فرماتے ہیں:

”کوئی شخص اگرچہ تمام علوم کا جمع کرے اور مختلف طبقات کے لوگوں کی صحبت میں رہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کے بغیر نہیں پہنچ سکتا کہ شیخ کامل یا امام مصلح کی ترتیب میں رہ کر مجاہدہ کرے۔“[۲۷]

پروفیسر ڈاکٹر عبدالقادر غیاث الدین فاروقی لکھتے ہیں:

”جس طرح دنیا میں پرہیز اور علوم ظواہر کے سکھانے کے لیے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح مرشد مرید کی باطنی تربیت کرتا ہے۔“[28]

یونس ایمرے اور بابا فرید کے کلام میں بھی مرشد کامل سے وابستگی کا درس ملتا ہے۔ بابا فرید کا شلوک ہے:

بولیے سچ دھرم ، جھوٹھ نہ بولیے
جو گرو سے واٹ ، مریداں جو لیے[۲۹]

بابا فرید سچ بولنے کی تلقین کرتے ہیں چاہے مذہب کوئی بھی ہو۔ جھوٹ نہ بولنا چاہیے۔ مرشد جو راستہ بتائے مریدوں کو اُس پر چلنا چاہیے۔

یونس ایمرے کی شاعری میں دوسری آفاقی قدروں کے ساتھ مرشد کامل کے احکامات پر عمل کرنے پر زور دیا ہے۔ یونس خود بھی ایک طویل مدت تک اپنے پیر و مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ اس راہ میں اُس نے بڑی مصیبتوں کا سامنا کیا۔ آخر کار اُس نے تاپتک امریہ کو تلاش کر لیا اور اُن کے حلقہ مریدان میں شامل ہو گیا۔ اسی حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

Tap̄dugun tapusinda kul olduk kapusinda
Yunus miskin cigi [dük] bis [dük] el-hamuh'llah[30]

ترجمہ:

پیر باصفا طاپطق کے آستانے کے غلام بن گئے
یونس بے چارہ ، خام تھے ، پختہ بن گئے ہم الحمدللہ[۳۱]

ایک اور جگہ یونس ایمرے فرماتے ہیں:

یونس کہتا ہے ، میں بندہ خدا ہوں ، طاپطق ہمارا مرشد ہے
بات کہی میں نے سو فی صد درست ، اعتبار نہ کرنے والا آزمالے(۳۲)

ہر انسان پر واجب ہے خاص کر صوفیائے کرام کے لیے کہ وہ ہر وقت مرشد کی صورت و محبت کو دل میں جمائے رکھیں اور اُس کے ساتھ رہ کر اُس کے آداب اختیار کریں۔ جس طرح ایک چراغ سے دوسرے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں خدائے باری تعالیٰ نے پیغمبر صَلَّی اللہُ علیہِ وَسلَّم کو روشن چراغ سے تشبیہ دی ہے۔ بابا فرید اور یونس ایمرے بھی سچے پیر کی تلاش اور بیعت مرشد کے قائل ہیں۔

۲۔ تزکیہ نفس، توکل و قناعت

نفس کے لفظی معنی ذات اور وجود کے ہیں لیکن صوفیہ کے نزدیک روح، جسم اور ضمیر کو نفس کہا جاتا ہے۔ نفس امارہ انسان کو برائی اور خدا کی نافرمانی کی طرف متوجہ کرتا ہے اور نفس مطمئنہ ذکر و عبادت اور خیر کی طرف ترغیب دیتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُO ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً"(۳۳)

(اے نفس مطمئنہ: اپنے رب کی طرف لوٹ، اس کے بندوں میں شامل ہو اور جنت میں داخل ہو جا۔)

وہ شخص بھلائی پالیتا ہے جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔ صوفی وہ شخص ہے جو دنیاوی و نفسانی خواہشات سے پاک و صاف ہو۔ ریاکاری سے اجتناب کرے۔ کم سونا، کم کھانا اور کم بولنا صوفیا کرام کی اوّلین صفات ہیں۔ علاوہ ازیں قناعت اور توکل یعنی رضا بہ رضائے الٰہی رہنا بھی اللہ کے نیک بندوں کی خوبیاں ہیں۔

بابا فرید اور یونس ایمرے کے کلام سے میں تزکیہ نفس اور توکل و قناعت کا درس ملتا ہے۔ بابا فرید کا یہ کلام دیکھیے:

فریدا دل رتا اس دنّی سیوں ، دُنی نہ کتئے کم
مثل فقیراں گا کھڑی ، سویایئے پور کرم(۳۴)

(اے فرید! دل اس دنیا کی دل چسپیوں میں محو ہے۔ حالاں کہ دنیا کی دوستی کوئی کام نہیں سنوارتی۔ اس لیے ہم نے فقیروں کی طرح گزر بسر کی ہے۔ یہاں پورے اعمال ہی سے پورا حوصلہ ملتا ہے۔)

بابا فرید تو اُن پرندوں پنچھیوں پر قربان ہوتے ہیں جو تھل میں رہ کر صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں:

فریدا ہوں بلہاری تیہناں پکھیاں ، جنگل جیہناں واس
کنکر چگن ، تھل وسن ، رب نہ چھوون پاس(۳۵)

(اے فرید میں اُن پنچھیوں پر قربان جاؤں جو جنگل میں بستے ہیں۔ کنکروں ہی میں سے چگنی
چگتے ہیں۔ تھل میں رہتے ہیں لیکن کسی عالم میں بھی خدا کا آسرا نہیں چھوڑتے۔)

یونس ایمرے کا یقین ہے کہ وہ دل فنا نہیں ہوتے جو اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں:

mânî erî bu yolda melûl olasi degül
mânî tugun gönäller hergiz ölesi degül[36]

ترجمہ:

معلوم ہے جس کو رازِ حیات ، اُس کو نہ ہوا دکھ درد ذرا
وہ دل نہ ہوا بے کار فنا ، جس دل نے کیا عرفان خدا[۳۷]

صوفیا کرام کے دل ریاکاری سے پاک ہوتے ہیں۔ کبر، بخل، حسد اور غصہ سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ اطاعت الٰہی بجالانے میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ اُن کا ہر عمل خدا کی رضا کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔

Dünyeye inanursin rizka benümdür dirsin
nicün yalan söylersin cün sendidügün[38]

ترجمہ:

دنیا پہ اعتبار کر کے کہتا ہے تو رزق میرا ہے اور میں نے لیا
کیسی دروغ گوئی کرتا ہے تو کیونکہ تیری بات میں ذرہ حقیقت نہیں[۳۹]

یونس ایمرے کے نزدیک اچھا برا سب خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ ایک دن تمہارے حق میں ہے اور ایک دن مخالفت میں، تجھے چاہیے کہ دونوں حالات میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے:

Yûnus bu sözleri kogilgendüzünden elün yugil
senden ne gele bir digilcün hakdan gelür hayr u ser[39]

ترجمہ:

چناں وچنیں کو چھوڑ یونس اور اپنے آپ کو بھول جا
خیر و شر سب خدا سے ہے تجھ سے کچھ ہو نہیں سکتا[40]

صوفیا کرام کے نزیک ادراک کا اصل ذریعہ دل ہے۔ دل میں ہی ایسی قابلیت ہے کہ اگر اُس کا تزکیہ کیا جائے تو ایسا علم حاصل ہوتا ہے جس کو علم باطن کہتے ہیں۔

صبر ورضا

صبر ورضا بھی تزکیہ قلب سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ توکل وقناعت اور صبر ورضا میں خفیف سا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے پر راضی رہنا توکل وقناعت کہلاتا اور مصائب پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا صابر کہلاتا ہے۔

"اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَ هُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ"(۴۱)

(صبر کرنے والوں اس کا بدلہ بے اندازہ دیا جائے گا۔)

پھر ارشاد ہوتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ"(۴۲)

(اور بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔)

مقام رضا پر فائز ہونے کے لیے چار اُصولوں کی پابندی ضروری ہے:

"وہ یہ کہے! اے خدا جو کچھ تو مجھے دے میں قبول کرتا ہوں اور اگر نہ دے تو اس پر بھی راضی ہوں اور اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں اُس وقت بھی تیری عبادت کرتا رہوں گا اور اگر تو مجھے بلائے تو ہر وقت تعمیل حکم کے لیے حاضر ہوں۔"(۴۳)

بابا فرید کی زندگی بھی صبر ورضا کا عملی نمونہ تھی اور اُن کے کلام میں بھی صبر ورضا کی اہمیت ملتی ہے:

صبر اندر صابری ، تن ایویں جالین
ہون نزدیک خداء دے ، بھیت نہ کسے دین(۴۴)

صابر انسان صبر سے کام لیتا ہے اس طرح وہ جسم کو دشواریوں کے حوالے کرتا ہے اور خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے اگرچہ کسی کو یہ راز معلوم نہیں ہے۔ بابا فرید کہتے ہیں:

رکھی سکھی کھاء کے ، ٹھنڈا پانی پیء
فریدا دیکھ پرائی چوپڑی ، نہ ترسائیں جیء(۴۵)

صبر ایہہ سناؤ ، توں بندہ دڑ کریں
ودھ تھیویں دریاؤ ، ٹٹ نہ تھیویں واہڑا(۴۶)

بابا فرید صبر کو ایک خوش گوار عمل قرار دیتے ہیں۔ اگر تو اُسے دل میں جگہ دے تو یہی بڑھ کر دریا ہو سکتا ہے لیکن گھٹ کر دریاچہ بھی بن جاتا ہے۔

یونس ایمرے خدا سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ ایک سچے صوفی کی طرح وہ اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرتے ہیں:

âsik olan miskin olur hak yolina teslîm olur
herne dirsen boyun tutor câre yok gönül yikmaga[47]

ترجمہ:

جو عاشق ہے وہ مسکین ہے اور راہِ حق کا مسافر ہے
سر تسلیم ہے خم کرتا ، عادت نہیں اس کی دل شکنی کی[48]

یونس ایمرے راہ خدا کے ایسے عاشق ہیں جو اللہ کی محبت میں سرشار نفع ونقصان کی پروا کیے بغیر عاجزی سے زندگی بسر کرتے ہیں:

یونس ایمرے کا شعر ہے:

bu yolun ârifleri gecürmezler meta
soyle uryân giderüz cihâm yagmaya zirdük[49]

ترجمہ:

اس راہ کے مسافروں کو مال و متاع کی طلب نہیں
ہم نے اسی طرح ننگ دھڑنگ زندگی بسر کر کے دنیا کو جلا دیا ہے[50]

صوفیانہ شاعری کا تعلق مذہب اور باطن سے ہے۔ ایشیا کی تمام اہم زبانوں میں صوفیانہ شاعری کی روایت موجود ہے۔ ادب سے بڑی کوئی میراث نہیں ہے۔ ہر ادب میں جذبات واحساسات کے اظہار کے لیے نظم ونثر سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن اپنی موزونیت کے اعتبار سے نظم زیادہ کامیاب ٹھہری ہے۔

بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ برصغیر میں اسلام صوفیائے کرام کے ذریعے پھیلا۔ ایشیائی زبانوں میں بھی صوفیائے کرام نے عوام پر اپنے مثبت اثرات مرتب کیے ہیں۔ صوفیانہ شاعری کی اہمیت مسلم ہے۔ تصوف نے زندگی اور ادب میں ایک توازن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

شاعری جمالیاتی فن ہے۔ اس کا تعلق روحانیت وداخلیت سے ہے۔ دوسرے صوفیا کرام کی طرح بابا فرید اور یونس ایمرے "تصوف برائے شعر گفتن خوب است" کی بجائے اپنی شاعری کے ذریعے اخلاقِ حسنہ کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان دونوں کی شاعری اسلامی تصوف کی عکاس ہے۔

یونس ایمرے اور بابا فرید کے کلام میں کائنات کے ہر ذرے کو خدا کا مظہر بنا کر پیش کیا ہے۔ عرفانِ عشق کے تصور نے حقیقی و مجازی عشق اور انسان دوستی کو انسان کا فکری محور بنا دیا۔

بابا فرید اور یونس ایمرے کی شاعری کے فکری اشتراکات توحید باری تعالیٰ و معرفتِ الٰہی، اطاعت رسول ﷺ و اطاعت مرشد، صبر و رضا، قناعت و توکل، فکر آخرت، حیات بعد الموت، انسان دوستی، عشق حقیقی نے ان خطوں کے عوام پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

بابا فرید اور یونس ایمرے کا نصب العین بنی نوع انسان کی تمام غلاظتوں کو آتش عشق سے صاف کرنا اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر لانا تھا۔

ان کا مقصد بنی نوع انسان کے دلوں کو فتح کرنا تھا۔ لا الہ الا اللہ کی روحانی تلوار سے ان اولیائے کرام نے تسخیر دل اور تسخیر کائنات کی بابا فرید اور یونس ایمرے انسان دوست شاعر تھے اور ان کا پیغام محبت کا پیغام تھا۔ یہ دونوں انسان کو خدا کی راہ پر چلتا دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی تعلیمات اس بات کی عکاس ہیں کہ اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین حق اور کامل ترین مذہب ہے۔ بابا فرید اور یونس ایمرے نے اپنے کلام کے ذریعے ہر رنگ و نسل، ہر جگہ اور ہر علاقے کے لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور ایک لڑی میں پرونے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کا پیغام محبت کا آفاقی پیغام ہے۔ اور ایشیائی تصوف کی روایت سے ہم آہنگ ہے۔

حوالہ جات

1۔ حضرت علی بن عثمان ہجویری، "کشف المحجوب"، مترجم: ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، ص ۱۲

2۔ فیروز الدین احمد فریدی، "فرید الدین مسعود گنج شکر ایک مختصر تعارف"، مشمولہ: ابیات فرید، مرتبہ: شریف کنجاہی، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۰۱

3۔ حضرت فرید الدین گنج شکر، "ابیات فرید"، مرتبہ: شریف کنجاہی، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۳

4۔ گوربچن سنگھ طالب، "بابا شیخ فرید الدین گنج شکر"، (پٹیالہ: بابا فرید میموریل سوسائٹی، ۱۹۷۳ء)، ص ۷۔۸

5۔ قاضی جاوید، "بابا فرید"، مشمولہ: ابیاتِ فرید، مرتبہ: شریف کنجاہی، ص ۱۲۵

6۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۴

7۔ سید صفی حیدر، پروفیسر، "تصوف اور اُردو شاعری"، (لاہور: دانش سندھ ساگر اکیڈمی، ۱۹۴۸ء)، ص ۵۷

8۔ ایضاً، ص ۲۷

9۔ ایضاً، ص ۳۷

10۔ ایضاً، ص ۳۷۳

11۔ سورۃ ق ۵۰:۱۶

12۔ سورۃ الحدید ۵۷:۴

13۔ سورۃ طٰہٰ ۲۰:۴۶

14۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص ۳۳

15۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, Ankara: Zübeyde Hanim Mah, 2022, P.43

16۔ Ibid, P.35

17۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص ۱۰۴

18۔ طلعت سعید حلمان، "یونس امریہ"، (اسلام آباد: علاقائی ثقافتی ادارہ، ۱۹۷۴ء)، ص ۲۶

19۔ طلعت سعید حلمان، "یونس امریہ"، مترجم: حسن علی خان، ص ۲۶۔۲۷

20۔ شریف کنجاہی، "ابیات فرید"، ص ۸۰

21۔ ایضاً، ص ۸۱

22۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.123

23۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص 119

24۔ سورۃ الفتح ۴۸:۱۰

25۔ سورۃ المائدہ ۵:۳۵

26۔ سورۃ النساء ۴:۵۹

27۔ حضرت عبدالوہاب تقفی، "روح تصوف"، ص ۲۰

28۔ عبدالقادر غیاث الدین فاروقی، پروفیسر، ڈاکٹر، "اُردو شاعری اور تصوف"، (حیدر آباد: مطبعۃ ابوالفاء الافغانی، ۲۰۰۹ء)، ص ۱۵۷

29۔ شریف کنجاہی، "ابیات فرید"، ص ۸۳

30۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.157

31۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص 177

32۔ ایضاً، ص ۲۲۷

33۔ سورۃ فجر ۸۹:۲۷۔۲۸

34۔ شریف کنجاہی، "ابیاتِ باہو"، ص ۳۷

35۔ ایضاً، ص ۷۱

36۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.125

37۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص ۱۲۲

38۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.111

39۔ Ibid, P.

40۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص 75

41۔ سورۃ الزمر ۳۹:۱۰

42۔ سورۃ البقرہ ۲:۱۵۳

43۔ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی، "عوارف المعارف"، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۲ء)، ص ۵۵۸

44۔ محمد شریف کنجاہی، "ابیاتِ فرید"، ص ۷۵

45۔ ایضاً، ص ۳۶

46۔ ایضاً، ص ۷۶

47۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.

48۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص59

49۔ Prof. Dr. Ergodan Boz (Editor), Yunus Emre A Selection, Translator: Rakesh Jobanputra, P.201

50۔ نثار احمد اسرار، ڈاکٹر، "یونس ایمرے"، ص118